ابوالاسجد محمد صدیق رضا

# کیا فرقہ بندی کفر، شرک اور لعنت ہے؟

جماعت المسلمین رجسٹرڈ اس بات کا بھی بہت زیادہ پرچار کرتی ہے کہ فرقہ بندی (مسلمین کا مختلف جماعتوں، تنظیموں اور گروہوں میں بٹ جانا) کفر، شرک، لعنت اور عذاب ہے اور اس بنا پر یہ لوگ اپنی رجسٹرڈ جماعت کے چند افراد کے علاوہ کرۂ ارض کے جملہ اہلِ اسلام کو کافر، مشرک اور لعنت میں مبتلا سمجھتے ہیں۔ یاد رہے کہ ہم نے ''سمجھنے'' کی بات کی ہے کہنے کی نہیں، کچھ عرصہ اس جماعت کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ہمارا ذاتی تجربہ ہے کہ یہ لوگ آپس کی گفتگو میں تو بلا جھجک و بے دھڑک رجسٹرڈ جماعت سے باہر کے لوگوں کو کافر و مشرک کہہ دیتے ہیں، لیکن تبلیغی حکمت کے پیشِ نظر دوسرے لوگوں کے سامنے کہتے نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے لوگوں سے متعلق اختیار کردہ ان کے معاملے سے بھی آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ لوگ نہ تو دوسرے کے ساتھ نکاح جائز سمجھتے ہیں نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنا اور نہ اُن کے لئے دعائے مغفرت جائز سمجھتے ہیں اور یہ بات تو محتاجِ بیان نہیں کہ اسلام میں اس طرح کا معاملہ کفار و مشرکین کے ساتھ مختص ہے۔ ایک استثناء ہے کہ اہلِ کتاب کی خواتین کے ساتھ نکاح جائز رکھا گیا ہے اور مشرکین کی خواتین کے ساتھ نہیں۔ رجسٹرڈ جماعت کے افراد جماعت سے باہر لوگوں کی خواتین سے بھی نکاح جائز نہیں سمجھتے۔ لیکن ان کا اصرار یہی ہوتا ہے کہ ہمیں تکفیری نہ کہا جائے۔

ان کے امیر ثانی اشتیاق صاحب نے لکھا:

''اگر آپ کہیں کہ یہ فرقہ پرست بھی مسلم ہیں یہ بھی جماعت المسلمین ہیں تو آپ کا استدلال احادیث کے خلاف ہوگا'' (ایک معترض کی غلط فہمیاں ص ۹)

ایک اور جگہ اشتیاق صاحب نے لکھا:

'' غلط فہمی | اور ان کے مرنے کے بعد نہ تو ان کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور نہ ان کے لئے

استغفار کرتے ہیں...

ازالہ | کیونکہ فرقہ پرستی شرک ہے، کفر ہے، لعنت ہے اور عذاب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:- ....تمام فرقوں کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ۔ اور یہ چیز بھی صحیح حدیث میں موجود ہے کہ لوگ ایمان لانے کے بعد کفر کریں گے...حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں... میں نے ایک شخص کو دیکھا وہ اپنے والدین کے لئے بخشش طلب کر رہا ہے حالانکہ اس کے والدین مشرک تھے۔ میں نے کہا تم اپنے والدین کے لئے بخشش طلب کر رہے ہو حالانکہ وہ مشرک تھے؟ اس شخص نے کہا کیا حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے والدین کے لئے بخشش طلب نہیں کی تھی اور وہ مشرک تھے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں: میں نے اس کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو یہ آیت نازل ہوگئی: نبی کے لئے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے دعاء بخشش کریں۔'' (حوالہ بالا ص ۴۵)

آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ محض الزام و بہتان نہیں بلکہ حقیقت میں یہی رجسٹرڈ جماعت کا نظریہ ہے۔ آیئے! دیکھتے ہیں فرقہ بندی سے متعلق کہی گئی ان باتوں کی اصل حقیقت کیا ہے؟ چونکہ کفر، شرک، لعنت اور عذاب کا حکم ''فرقہ بندی'' پر لگایا گیا ہے تو سب سے پہلے اس کے معنی و مفہوم کو متعین کرنا اور سمجھنا ضروری ہے۔ جب مفہوم متعین ہو جائے گا تو یہ بات بھی با آسانی سمجھ آ جائے گی کہ جن دلائل کی روشنی میں اسے کفر، شرک، لعنت اور عذاب کہا جا رہا ہے۔ اس پر یہ حکم لگانا درست ہے یا غلط؟

**فرقہ بندی کا مفہوم**: ''فرقہ بندی'' دو الفاظ سے مرکب ہے: ''فرقہ'' اور ''بندی'' ان میں سے ''فرقہ'' عربی زبان کا لفظ ہے جبکہ ''بندی'' فارسی زبان کا۔ فرقہ کے معنی ہیں: انسانوں کا گروہ، جماعت، گروپ، تنظیم اور پارٹی۔ یہ لفظ اس شکل میں قرآن مجید میں ایک بار استعمال ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ ﴾ تو کیوں نہ نکلتی ان کے ہر فرقہ (گروہ) میں سے ایک جماعت تا کہ وہ لوگ دین میں سمجھ

بوجھ حاصل کریں۔ (التوبہ:۱۲۲)

اس آیت میں ''فرقہ'' سے مراد ایک جماعت وگروہ ہے۔

''بندی'' فارسی کا لفظ ہے۔ یہ ''بندہ'' کی مؤنث ہے۔اس کے معنی ہیں: کنیز،لونڈی،اس طرح ''فرقہ بندی'' عربی فارسی کا مرکب ہے۔لغت میں اس کے یہ معنی لکھے ہوئے ہیں:

''جماعت بنانا،کسی گروہ کی تنظیم'' (علمی اردو لغت ص۱۰۵۲)

اس کے مفہوم واضح ہو جانے کے بعد اس بات پر غور کرنا ہے کہ یہ تنظیم سازی،علیحدہ علیحدہ گروہوں میں بٹ جانا جو اس دور میں وبائے عام کی شکل اختیار کیے ہوئے ہے۔ یہ شرک،کفر،لعنت اور عذاب ہے یا نہیں؟

یہ تو ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''امت مسلمہ'' کو علیحدہ علیحدہ گروہوں میں بٹ جانے سے روکتے ہوئے فرمایا: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا﴾

اور تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور فرقہ فرقہ نہ ہو جاؤ۔ (آل عمران:۱۰۳)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں فرقہ ،فرقہ بننے سے،مختلف گروہوں میں بٹ جانے سے منع فرمایا اور سب ایمان والوں کو اللہ کی رسی ( قرآن وسنت ) کو مضبوطی سے تھامے رہنے کا حکم دیا۔اس کے باوجود امت کا علیحدہ علیحدہ گروہوں،تنظیموں اور جماعتوں میں بٹ جانا ''وَ لَا تَفَرَّقُوْا '' کی صریح خلاف ورزی،نافرمانی اور گناہ ہے اور بعض جگہ اجتہادی خطا ہے،لیکن کیا ہر نافرمانی و گناہ کفر و شرک اور لعنت ہے؟ قرآن و سنت کی تعلیمات سے واقف ہر باشعور مسلم اس کا جواب نفی میں ہی دے گا،اور خود مسعود صاحب کے لٹریچر سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔مسعود صاحب نے لکھا: ''ہمارے ہاں کفر اور شرک گناہ کبیرہ اور صغیرہ گناہ تینوں کی درجہ بندی موجود ہے،ہم گناہ صغیرہ یا کبیرہ کے مرتکب کو کافر نہیں کہتے مسلم ہی کہتے ہیں'' (الجماعۃ ص۳۳)

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ رجسٹرڈ جماعت کے ہاں بھی ہر گناہ اگرچہ کبیرہ ہی کیوں نہ ہو کفر وشرک نہیں۔فرقہ بندی بھی گناہ ہے،لیکن محض گناہ ہونے کی وجہ سے اسے کفر

وشرک یا لعنت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس کے لئے علیحدہ سے دلیل کی احتیاج وضرورت ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کون سے دلائل ہیں جن کی بنا پر یہ لوگ یہ حکم لگاتے ہیں، پھر ان دلائل سے ان کی بات ثابت بھی ہوتی ہے یا نہیں؟

**فرقہ بندی اور شرک:** مسعود صاحب نے فرقہ بندی کو شرک بتلاتے ہوئے لکھا ہے:

''فرقہ بندی شرک ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴾ اور اے ایمان والوں مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ یعنی ان لوگوں میں سے (نہ ہو جاؤ) جنھوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور فرقے بن گئے، تمام فرقے جو (فرقہ وارانہ مذاہب) ان کے پاس ہیں اُسی میں مگن ہیں۔ (الروم: ۳۱، ۳۲)

مندرجہ بالا آیات میں... مشرکین سے کلیۃً وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور فرقہ فرقہ بن گئے۔ ان آیات سے ثابت ہوا کہ فرقہ بندی شرک ہے اور فرقہ پرست شرک کے مرتکب ہیں'' (توحید المسلمین ص ۳۲۶)

اسی طرح مسعود صاحب نے لکھا: ''دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ (مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا) تشریح ہے (مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ) کی یعنی دین کو ٹکرے ٹکڑے کر کے فرقوں میں تقسیم ہو جانے والے مشرک ہیں'' (تفسیر قرآن عزیز ج ۷ ص ۸۲۶)

فرقہ بندی کو شرک ثابت کرنے کے لئے رجسٹرڈ جماعت کی طرف سے یہی ایک دلیل پیش کی جاتی ہے۔ ان آیات میں ''تفریق فی الدین'' (دین کو ٹکرے ٹکڑے کرتے ہوئے دین میں تفریق کرنے) کو ''مشرکین'' کا طرزِ عمل بتلا کر اہلِ ایمان کو اس سے روکا گیا ہے۔ صرف فرقہ بندی یعنی آپس میں فرقوں میں بٹ جانے کو ''شرک'' نہیں کہا گیا۔ آپس میں فرقوں میں بٹ جانا اور دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ فرقہ بندی یعنی فرقوں میں بٹ جانا شرک ہے۔ جو ان آیات سے ثابت نہیں ہوتا۔ رہا تفریق فی الدین کا شرک ہونا تو اس کی صراحت بھی ان آیات میں نہیں صرف

مشرکین کا یہ طرزِ عمل بتلایا گیا ہے کہ انھوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے قرآن مجید کا ایک اور مقام ملاحظہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ وَيۡلٌ لِّلۡمُشۡرِكِيۡنَ ۝ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ ﴾

مشرکین کے لئے تباہی ہے۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں۔

(حٰمٓ السجدۃ:٦،٧)

ان آیات کی تفسیر میں مسعود صاحب نے لکھا:

''ان آیات میں مشرکین کی دو خاص صفات بتائی گئی ہیں: زکوٰۃ نہ دینا (یعنی اللہ کے نام پر خرچ نہ کرنا) اور آخرت کا انکار کرنا۔'' (تفسیر قرآن عزیز ج ٨ص ٦٤٢)

اس مقام پر مسعود صاحب نے یہ نہیں لکھا کہ زکوٰۃ نہ دینا اور آخرت کا انکار کرنا مشرکین کی صفت ہے، لہٰذا شرک ہے بلکہ ان باتوں کو مشرکین کی صفت بتلایا اور واقعتاً یہ ان کی صفات بھی تھیں، لیکن اگر کوئی مسلم و مومن شخص انتہائی درجے کا بخیل، کنجوس ہو، بخل و کنجوسی اس کی پختہ عادت بن چکی ہو مگر وہ شرک و کفر سے مکمل طور پر اجتناب کرتا ہو۔ شرک و کفر سے کوسوں دور ہو تو کیا مشرکین کی صرف اس صفت میں مشابہت کی بنا پر کوئی اُسے ''مشرک'' اور کنجوسی و بخل کو ''شرک'' قرار دے سکتا ہے؟ ہاں! سمجھانے کے لئے یہ تو ضرور کہہ سکتے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسے مشرکین کی صفت بتلایا ہے، لہٰذا ایمان والوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے، لیکن خود اس بات کو شرک نہیں کہہ سکتے۔ بالکل اسی طرح تفریق فی الدین مشرکین کا طرزِ عمل بتلایا گیا، لیکن خود اسے شرک نہیں کہا گیا۔

بر سبیل تنزل مسعود صاحب کی بات مان بھی لی جائے تو ان آیات سے جو چیز شرک ثابت ہوتی ہے وہ ہے: دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔ آیت کے الفاظ ہیں: ''**فَرَّقُوۡا دِيۡنَهُمۡ**'' مسعود صاحب نے بھی ان کا ترجمہ یہی لکھا کہ ''جنھوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔''

اور جن لوگوں نے ایسا نہیں کیا اور بلا تفریق مکمل دین پر ایمان رکھتے ہیں اور اصل

راستہ پر قائم ہیں، قرآن وسنت ہی کو اصل دین سمجھتے ہیں، لیکن آپس میں تفریق کا شکار ہو کر مختلف جماعتوں یا تنظیموں میں بٹ چکے ہیں ان کا شرک یا مشرک ہونا کیسے ثابت ہوا؟ وہ تو ''فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ '' دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے مرتکب ہی نہیں ہوئے تو وہ کس طرح مشرک ہوئے؟ حالانکہ مسعود صاحب نے خود لکھا ہے:

''لغوی اعتبار سے فرقہ آپ جسے چاہے کہہ لیں، لیکن اصطلاحی لحاظ سے فرقہ وہ ہے جس نے اصل راستہ سے افتراق کیا'' (فرقوں سے علیحدگی ضروری ہے ص۲، آئینہ دار ص۱۴۲)

اسی طرح یہ بھی لکھا:

''اصطلاح شرع میں فرقہ اس گروہ کو نہیں کہتے جو اصل راستے پر گامزن رہا ہو یعنی جو گروہ اس راستے پر قائم ہو جس راستے پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو چھوڑا تھا وہ فرقہ نہیں ہوگا'' (جماعت المسلمین پر اعتراضات اور انکے جوابات ص ۲۸)

اصل راستہ کیا ہے؟ یقیناً قرآن وسنت، تو وہ مسلمین جو قرآن وسنت پر مضبوطی سے قائم ہیں۔ توحید وسنت کے ساتھ ان کا مضبوط تمسک ہے۔ کفر وشرک اور بدعات وضلالات سے کوسوں دور ہیں۔ اصل راستہ اس کے علاوہ اور کیا ہے؟ مسعود صاحب کے اعتراف کے مطابق شرعی اصطلاح میں اصل راستے پر گامزن گروہ فرقہ نہیں ہوسکتا، لیکن افسوس! اعترافِ حقیقت کے باوجود عملی طور پر خود مسعود صاحب اور ان کی رجسٹرڈ جماعت ایسے لوگوں کو بھی کافر ومشرک ہی سمجھتے ہیں جو اصل راستہ پر قائم ہیں۔ ان کا یہ سمجھنا قطعاً درست نہیں ہے، جس کی تفصیل ہم اپنے دلائل میں عرض کریں گے۔ ان شاء اللہ

مسعود صاحب اور ان کی جماعت کے نظریے کے مطابق اگر فرقہ فرقہ بننا شرک ہے تو یہ خود بھی ایک فرقہ بنائے ہوئے ہیں اور اس اعتبار سے اپنے ہی فتویٰ کی زد میں ہیں۔ کسی دلیل سے اپنا استثناء ثابت نہیں کر سکتے۔

**فرقہ بندی اور کفر؟:** ''فرقہ بندی'' کو کفر ثابت کرنے کے لئے ان حضرات کی طرف سے یہ دلیل پیش کی جاتی ہے۔ مسعود صاحب نے لکھا: '' فرقہ پرستوں سے کہا جائے گا:

اکفر تم بعد ایمانکم (کیاتم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا) گویا فرقہ پرستی کفر ہوئی (آل عمران۔۱۰۶)'' (وقار علی صاحب کا خروج ص ۷، اشاعت جدید ص ۵، آئینہ دار ص ۵۳۱)

آیئے! دیکھتے ہیں کہ کیا سورۂ آل عمران کی اس آیت میں یہ بات ہے کہ ''فرقہ پرستوں سے کہا جائے گا اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ'' یا یہ محض مسعود صاحب کا گمان اور ذاتی رائے ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَ هُمُ الْبَیِّنٰتُ ؕ وَ اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۙ﴿﴾ یَّوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۟ اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ ﴾ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو الگ الگ ہو گئے اور ایک دوسرے سے اختلاف کیا، اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح احکام آ چکے اور یہی لوگ ہیں جن کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ جس دن کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے، تو جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے (اُن سے کہا جائے گا) کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا تو عذاب چکھو۔ اس وجہ سے کہ تم کفر کیا کرتے تھے۔ (آل عمران: ۱۰۵، ۱۰۶)

ان آیات پر غور کیجئے! اس میں وہ بات کہاں ہے؟ جو مسعود صاحب نے بیان فرمائی کہ ''فرقہ پرستوں سے کہا جائے گا: اکفرتم بعد ایمانکم (کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟'' اگر رجسٹرڈ جماعت کے کسی بھی فرد کا یہ خیال ہو کہ یہ بات قرآن مجید میں تو موجود ہے، لیکن مسعود صاحب سے حوالہ نقل کرنے میں غلطی ہو گئی ہے، تو یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے انسان سے غلطی ہو جایا کرتی ہے وہ درست حوالہ دے دیں ہم تسلیم کر لیں گے۔ اگر قرآن مجید میں نہیں تو کسی بھی صحیح و حسن حدیث سے بھی دکھا سکتے ہیں جس سے مسعود صاحب کی یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ بات ''فرقہ پرستوں سے کہی جائے گی''

وگرنہ ہم تو اسے مسعود صاحب کے فہم کی غلطی کہہ دیں گے بس! لیکن خود ان کے اصولوں پر وہ کہاں جا پہنچیں گے؟ اس کا اندازہ لگانے کے لئے آپ انھی کی چند تحریریں

ملاحظہ کیجئے۔ ظاہر سی بات ہے مسعود صاحب نے جو اصول بیان کئے ہیں، انھیں ان اصولوں کی کسوٹی پر ہی پرکھا جائے گا۔ مسعود صاحب نے لکھا: ''آیت میں امراء کے ساتھ حکومت کی کوئی شرط اللہ تعالیٰ نے نہیں لگائی ...اپنی طرف سے حکومت کی شرط کتاب اللہ پر زیادتی ہے اور یہ کفر ہے'' (امیر کی اطاعت ص۳، اشاعت جدید ص۲، آئینہ دار ص۲۱۹)

اور یہ بھی لکھا: ''امیر کی اطاعت کے لئے حدیث میں کوئی شرط نہیں ہے۔ اپنی طرف سے حکومت کی شرط لگانا شریعت سازی ہے اور یہ شرک ہے''

(امیر کی اطاعت ص۴، اشاعت جدید ص۲، آئینہ دار ص۲۱۹۔۲۲۰)

مسعود صاحب کی ان باتوں سے معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ نے شرط نہیں لگائی ...تو اپنی طرف سے شرط لگانا کتاب اللہ پر زیادتی اور کفر ہے اور حدیث میں شرط نہیں تو اپنی طرف سے لگانا شریعت سازی اور شرک ہے۔ تو جب کسی بھی آیت یا حدیث میں یہ بات نہیں کہ ''فرقہ پرستوں سے کہا جائے گا: اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ کیا تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا؟'' نہیں اور یقیناً نہیں تو یہ بھی ان کے اصولوں کے مطابق کتاب اللہ پر اپنی طرف سے اضافہ و زیادتی ہے جو کہ کفر، شریعت سازی اور شرک ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ صرف فہم کی غلطی ہے، لیکن خود مسعود صاحب جس طرح ہر موقع پر بالخصوص مخالفین کے مقابلے میں ایسی باتوں کو فوراً کفر و شرک، شریعت سازی کا نام دے دیتے تھے۔ اگر یہ اصول محض مخالفین کو خوفزدہ کرنے کے لئے نہیں ہیں تو رجسٹرڈ جماعت کے لوگ اپنے بانی ''امام'' مسعود صاحب کے متعلق کیا ارشاد فرمائیں گے؟ کسی بھی بات کو کفر یا شرک کہنے کے لئے واضح دلیل کی ضرورت ہوتی ہے، کوئی گناہ کتنا ہی بڑا اور مذموم ہو اُسے اپنی طرف سے کفر نہیں کہا جا سکتا۔ فرقہ بندی بھی مذموم عمل ہے، لیکن اس سے نفرت ہمیں اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتی کہ ہم اس کے خلاف اپنی طرف سے کہی ہوئی بات یا اپنے خیال اور رائے کو اللہ تعالیٰ یا اللہ کے رسول ﷺ کی طرف منسوب کر دیں۔ کلا و کلا

باقی رہا ان آیات کا مفہوم تو سورۂ آل عمران کی آیت نمبر: ۱۰۵ میں ہمیں اس بات

سے روکا گیا کہ ''ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے واضح دلائل آ جانے کے باوجود تفرقہ اور اختلاف کیا'' لیکن اس سے اگلی آیت میں جو فرمایا کہ ''اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ'' کیا تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا۔'' کا تعلق بھی خاص انھیں لوگوں سے ہے؟ اس کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔ بغیر دلیل وثبوت کے یہ بات قطعاً نہیں کہی جا سکتی۔ آیت کا یہ حصہ خود صریح اور مفسر ہے کہ یہ بات ان لوگوں سے کہی جائے گی۔ جنھوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہو۔ اگر یہ کسی علیحدہ دلیل سے ثابت کر دیتے ہیں کہ فرقہ بندی کفر ہے تو تب یہ بات کہنے کی گنجائش رکھتے ہیں۔

ہر وہ شخص جس کے دل و دماغ پر جماعتی تعصب و جانبداری کا اثر نہ ہو اور آنکھوں پر بانی جماعت کی عقیدت کا چشمہ اور شخصیت پرستی کی پٹی نہ بندھی ہوئی ہو تو اس بات کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ بانی جماعت نے قرآن مجید سے اپنے موقف ونظریہ کو ثابت کرنے کے بجائے اپنی بات قرآن مجید کی طرف منسوب کر دی۔ قرآن مجید میں کہیں بھی یہ بات نہیں کہ فرقہ بندی کفر ہے۔

## کیا فرقہ بندی لعنت ہے

فرقہ بندی کو لعنت ثابت کرنے کے لئے ان حضرات کی طرف سے ان کے لٹریچر میں کوئی دلیل سامنے نہیں آئی۔ ان کے علماء حضرات سے رابطہ کیا تو ان کے معروف عالم اور مقرر شاہد علی صاحب نے بذریعہ موبائل فون درج ذیل پیغام (SMS) ارسال کیا:

''آل عمران ۸۶، ۸۷، ۸۸ اور اور ۱۰۵، ۱۰۶ سے یہ استدلال لیا ہے میں نے''

آیئے دیکھتے ہیں ان آیات میں اس بات کا ثبوت ہے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ کَیْفَ یَھْدِی اللّٰہُ قَوْمًا کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ وَ شَھِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ ط وَ اللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ○ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمْ اَنَّ عَلَیْھِمْ لَعْنَةَ اللّٰہِ وَ الْمَلٰٓئِکَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ○ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ج لَا یُخَفَّفُ

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴾ اللہ اُس قوم کو کیسے ہدایت دے جو اپنے ایمان کے بعد کافر ہو گئے اور انھوں نے شہادت دی کہ یقیناً یہ رسول سچا ہے اور ان کے پاس واضح دلیلیں آ چکیں اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہ لوگ ان کی سزا یہ ہے کہ بے شک ان پر اللہ اور فرشتوں اور لوگوں، سب کی لعنت ہے۔ یہ ہمیشہ اس میں رہنے والے ہیں نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ انھیں مہلت دی جائے گی۔ (آل عمران:۸۶۔۸۷)

ان آیات میں ''لعنت'' کا ذکر ضرور موجود ہے، لیکن اس بات کا ذکر کہیں نہیں کہ ''فرقہ بندی لعنت ہے'' اور محض لعنت یا کسی دوسری وجہ سے کی گئی ''لعنت'' سے فرقہ بندی لعنت کیسے ثابت ہوتی ہے؟

شاھد صاحب کی محولہ آیت: ۱۰۵، ۱۰۶ بھی ملاحظہ کیجئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۙ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۟ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴾ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو الگ الگ ہو گئے اور ایک دوسرے سے اختلاف کیا اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح دلائل آ چکے اور یہی لوگ ہیں جن کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ جس دن کچھ چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے، تو جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے (اُن سے کہا جائے گا:) کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ تو عذاب چکھو، اس وجہ سے کہ تم کفر کیا کرتے تھے۔ (آل عمران:۱۰۵، ۱۰۶)

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ان آیات میں بھی ''فرقہ بندی لعنت ہے'' والی بات کہیں موجود نہیں۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں کئی گناہوں پر ''لعنت'' کا اطلاق ہوا ہے۔ مگر اپنی طرف سے کسی گناہ پر لعنت کرنا یا کسی گناہ کے مرتکب کو ''ملعون'' قرار دے دینا قطعاً جائز نہیں۔ اگر کوئی دوسرا یہ حرکت کرتا تو یہ لوگ فوراً شریعت سازی قرار دے کر شرک کا الزام لگا دیتے ہیں۔ ؏ مگر ''مومنوں'' پر کشادہ ہیں راہیں!!

## فرقہ بندی (مسلمانوں کا مختلف گروہوں میں بٹ جانا) کفر یا شرک نہیں ہے:

''فرقہ بندی'' کا مفہوم ابتدا میں واضح کر دیا گیا ہے۔ اس قسم کی فرقہ بندی یعنی گروہ بندی اور تنظیم سازی اگرچہ ''وَ لَا تَفَرَّقُوْا'' جیسے حکم کی صریح خلاف ورزی ہے، لہٰذا جائز نہیں ہے، لیکن یہ کفر و شرک نہیں ہے۔ اس کے دلائل ملاحظہ کیجئے:

۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ﴾

(اے نبی ﷺ!) آپ کہہ دیجئے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) اس پر قادر ہے کہ تم پر تمھارے اوپر سے عذاب بھیج دے یا تمھارے پیروں کے نیچے سے یا تمھیں فرقوں میں بانٹ دے اور تمھیں آپس کی لڑائی کا مزا چکھائے۔ (الانعام:٦٥)

اس آیت سے یہ تو واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ امتِ مسلمہ کا ''فرقوں میں بٹ جانا'' یعنی فرقہ بندی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب ہے، لیکن یہ کفر و شرک بھی ہے؟ اسے سمجھنے کے لئے اس آیت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی حدیث ملاحظہ کیجئے:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا:

''لما نزلت هٰذه الآية : ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ قال رسول الله ﷺ :(( أعوذ بوجهك )) ( اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ ) قال :(( أعوذ بوجهك)) ﴿اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ﴾ قال رسول الله ﷺ : ((هذا أهون أو هذا أيسر .))

جب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) کہہ دیجئے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمھارے اوپر سے عذاب بھیج دے، تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں (جب فرمایا:) یا تمھارے پیروں کے نیچے سے عذاب بھیج دے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، (جب فرمایا) یا تمھیں فرقوں میں

بانٹ دے اور آپس کی لڑائی کا مزہ چکھائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ آسان تر ہے۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر، باب قل ھو القادر... ح ۴۶۲۹)

غور کیجئے! مذکورہ بالا آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مختلف عذابوں کی وعید سنائی کہ تم پر تمھارے اوپر سے عذاب نازل کر دے۔ اوپر سے نازل ہونے والا عذاب کیا ہے؟ جیسے پتھر برسانا، تیز وتند ہوائیں، بارش، آندھی یا طوفان وغیرہ تو رسول اللہ ﷺ نے اوپر کے کسی بھی عذاب کی وعید سن کر اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب فرمائی، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قدموں کے نیچے سے عذاب کی وعید سنائی۔ قدموں کے نیچے کا عذاب کیا ہے؟ جیسے زلزلہ، سیلاب یا زمین میں دھنسایا جانا وغیرہ تو رسول اللہ ﷺ نے اس عذاب سے بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہی۔

لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فرقوں میں بانٹ کر آپس کی لڑائی کا مزا چکھانے کی وعید سنائی تو رسول اللہ ﷺ نے پہلے عذابوں کی نسبت اسے زیادہ آسان جانتے ہوئے فرمایا: ''یہ آسان تر ہے'' اب غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اگر ''فرقوں میں بٹ جانا شرک یا کفر ہوتا'' جیسا کہ مسعود صاحب اور ان کی رجسٹرڈ جماعت کا یہ دعویٰ ہے تو اس دعویٰ کے مطابق جوں ہی یہ امت فرقوں میں بٹی سب کے سب شرک وکفر میں مبتلا ہو کر کافر ومشرک ہو گئے۔ اس مفہوم کے اعتبار سے مذکورہ بالا آیت کا مطلب اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ ''کہہ دیجئے! وہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمھارے اوپر سے عذاب نازل کرے یا تمھارے پیروں کے نیچے سے یا تمھیں شرک وکفر میں مبتلا کر دینے والے عذاب میں مبتلا کر دے'' نیز حدیث بالا کا مفہوم یہ ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے آندھی، طوفان یا زلزلہ وسیلاب وغیرھا عذاب کے مقابلہ میں اس امت کو شرک وکفر کے عذاب میں مبتلا کئے جانے کے عذاب کو آسان تر قرار دے دیا۔! (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ)

شرک وکفر کی قباحت وشناعت اور اس کے بھیانک انجام سے واقف کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلم بھی آندھی طوفان یا زلزلوں کے مقابلے میں اسے آسان تر قرار نہیں دے سکتا تو

شرک وکفر کی بیخ کنی کرنے والے امام الانبیاء نبی آخر الزمان ﷺ سے متعلق کس طرح اس بات کا تصور کیا جا سکتا ہے کہ (نعوذ باللہ) آپ ﷺ نے آندھی طوفان یا زلزلہ جیسے عذاب کے مقابلہ میں شرک وکفر میں مبتلا کئے جانے کے عذاب کو ''آسان تر'' قرار دے دیا۔

(نعوذ باللہ)

جبکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا اولین واہم ترین مقصد ہی توحید کا اثبات اور شرک کی بیخ کنی ہوتا ہے۔قرآن وسنت کے متعدد دلائل اس پر شاہد (گواہ) ہیں۔کم از کم کوئی مومن تو اس بات سے انکار کی گنجائش نہیں پائے گا۔مسعود صاحب نے لکھا ہے:

''توحید اعمال صالحہ کی اصل اور ایمان واسلام کی روح ہے۔اگر توحید نہیں تو ایمان واسلام بھی نہیں۔بغیر توحید کے تمام اعمالِ صالحہ بیکار ہیں۔توحید آخرت میں نجات کے لئے شرط ہے،شرک کی موجودگی میں نجات ناممکن ہے'' (توحید المسلمین ص۱۰)

نیز یہ بھی لکھا ہے:

''شرک توحید کی ضد ہے اور کیونکہ شرک کی موجودگی میں توحید باقی نہیں رہتی لہٰذا شرک کی برائی پر بھی اتنا ہی زور دیا گیا ہے جتنا کہ توحید کی اہمیت پر'' (توحید المسلمین ص۲۷)

لیکن یہ قطعاً کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ آندھی زلزلہ کے عذاب میں ہلاک کئے جانے کی صورت میں نجات ناممکن ہے یا ایسے عذاب میں مبتلا کئے جانے کی صورت میں ایمان و اسلام باقی نہیں رہتا۔جب معاملہ یہ ہے تو یہ تصور بھی محال ہے کہ ''فرقوں میں بٹ جانا کفر و شرک ہو'' اور امت سے بے انتہا محبت کرنے والے پیارے رسول اللہ ﷺ امت کو شرک وکفر کے عذاب میں مبتلا کئے جانے کی وعید سن کر اسے آسان قرار دے دیں!

ایسا قطعاً نہیں ہو سکتا،لہٰذا فرقہ بندی ممنوع و مذموم ہونے کے باوجود کفر وشرک نہیں ہے۔جیسا کہ بہت سے گناہ مذموم و کبائر ہونے کے باوجود شرک یا کفر نہیں ہیں۔اگر فرقہ بندی کفر یا شرک ہوتی تو آپ ﷺ اسے کبھی بھی آسان تر قرار نہ دیتے۔

جب ہم نے یہ استدلال رجسٹرڈ جماعت کے ساتھیوں کے سامنے رکھا تو انھوں نے

درج ذیل جواب دیا جو کہ ہمارے پاس ریکارڈ میں موجود ہے:

''اگر اوپر سے عذاب نازل ہو یا نیچے سے عذاب نازل ہو تو پوری امت یک دم تباہ و برباد ہو گی جیسے گزشتہ امتیں تباہ ہوئیں۔ فرقہ بندی کو اس لئے ''ایسر'' (آسان تر) کہا گیا کہ اس سے پوری امت تباہ نہیں ہو گی بلکہ جو لوگ اللہ کی رحمت سے بچنے والے ہونگے ''وَ لَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ (لوگ ہمیشہ اختلاف میں مبتلا رہیں گے سوائے ان کے جن پر تیرے رب نے رحم کیا)

اس کے تحت وہ لوگ ان شاء اللہ بچ سکتے ہیں جو لوگ ایک جماعت بن کر رہنا چاہیں فرقہ بندی سے بچنا چاہیں۔ یعنی امکان ہے لوگوں کے بچنے کا، لیکن اگر اوپر یا نیچے سے عذاب آئے تو کسی کے بھی بچنے کا امکان نہیں ہوگا۔ اس لئے آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ یہ اس کے مقابلہ میں کم تر ہے۔''!

**الجواب:** یہ بات محض قولِ امام کے دفاع میں کہی جاتی ہے، اس قول سے بھی یہ ماننا لازم آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (نعوذ باللہ) شرک وکفر کو آسان کہہ دیا۔ وہ رسول ﷺ جن سے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا﴾ شاید آپ اپنی جان ان کے پیچھے غم سے ختم کر لینے والے ہیں، اگر وہ اس کلام (ہدایت) پر ایمان نہ لائے۔ (الکہف:٦)

نیز فرمایا: ﴿لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ شاید آپ اپنے آپ کو ہلاک کرنے والے ہیں، اس لئے کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔ (الشعراء:٣)

یعنی ان کافروں کے ایمان نہ لانے سے غم کرتے کرتے غم میں اپنی جان ختم کر دیں گے کہ یہ لوگ کیوں اس کلامِ ہدایت پر ایمان نہیں لاتے؟ اگر فرقہ بندی شرک یا کفر ہے تو وہ رسول ﷺ کس طرح اہلِ ایمان کے شرک وکفر میں مبتلا ہو جانے کو آسان تر قرار دے سکتے ہیں، جبکہ آندھی طوفان یا زلزلہ وغیرہ کے عذاب میں ختم ہو جانے سے کفر قطعاً لازم نہیں آتا، اس کے بہت سے دلائل ہیں۔

ہم بطور ثبوت چند ایک دلائل عرض کئے دیتے ہیں:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (( یَغْزُوْ جَیْشٌ الْکَعْبَةَ ، فَإِذَا کَانُوْا بِبَیْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ یُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَ آخِرِهِمْ )) قَالَتْ قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! کَیْفَ یُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَ آخِرِهِمْ وَ فِیْهِمْ أَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَیْسَ مِنْهُمْ ؟ قَالَ: (( یُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَ آخِرِهِمْ ثُمَّ یُبْعَثُوْنَ عَلٰی نِیَّاتِهِمْ .))

کعبہ پر ایک لشکر حملہ کے لئے نکلے گا، جب وہ بیداء مقام پر پہنچے گا تو اس پورے لشکر کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! ان کے اول و آخر یعنی سب کو زمین میں کیوں دھنسا دیا جائے گا، جبکہ ان میں بازار والے بھی ہوں گے اور وہ لوگ بھی جو اُن میں سے نہیں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب کو دھنسا دیا جائے گا، پھر وہ اپنی اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔ (صحیح البخاری: ۲۱۱۸)

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( إذا أنزل اللّٰه بقومٍ عذابًا ، أصاب العذاب من کان فیهم ثم بعثوا علٰی أعمالهم .)) جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے تو وہ عذاب اس قوم کے تمام لوگوں کو پہنچتا ہے، پھر وہ اپنے اعمال کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔ (صحیح البخاری: ۷۱۰۸)

معلوم ہوا کہ عذاب تو مسلم، مومن، کافر، مشرک، فاسق اور فاجر سب پر آ جاتا ہے، لیکن معاملہ یکساں نہیں ہوتا، جو جن اعمال پر تھا اس کے مطابق اس کا انجام ہوگا، نیز عذاب آ جانے سے کسی مومن و مسلم پر کفر و شرک بھی لازم نہیں آتا۔

**دوسری دلیل:** اس سلسلے میں دوسری دلیل ملاحظہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ اِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ﴾

اور اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو تم ان کے درمیان صلح کرا دو۔ (الحجرات: ۹)

اس آیت میں اس بات کا ذکر ہے کہ اگر ایمان والوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو، یعنی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ مومنین کے دو گروہ ہو جائیں۔ اگر

فرقوں یا گروہوں میں بٹ جانا کفر یا شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان گروہوں میں بٹ جانے والوں، بلکہ آپس میں قتال کرنے والوں کو "مومنین" کیوں قرار دیتا؟! امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح الجامع میں یہ آیت نقل کرکے فرمایا: "فَسَمَّاهُمُ الْمُؤْمِنِيْنَ" اللہ تعالیٰ نے انھیں مومنین کا نام دیا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں: "و استدلال المؤلف أيضًا علٰى أن المؤمن إذا ارتكب معصيةً لا يكفر بأن اللّٰه تعالٰى أبقى عليه اسم المؤمن فقال: ﴿ وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا ﴾ ثم قال: ﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ﴾ مؤلف (امام بخاری) نے اس آیت سے بھی استدلال فرمایا کہ مومن اگر معصیت (نافرمانی) کا ارتکاب کرے تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی (یعنی کافر قرار نہیں دیا جائے گا) چونکہ اللہ تعالیٰ نے (ارتکابِ معصیت کے باوجود) اس پر مومن کا نام باقی رکھا اور فرمایا: اگر مومنین کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں۔ پھر (اگلی آیت میں) فرمایا: مومن تو درحقیقت آپس میں بھائی بھائی ہیں، لہٰذا تم اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ۔ (فتح الباری ج۱ ص۸۵ تحت حدیث:۳۱)

مختصر یہ کہ دو گروہوں میں بٹ جانے اور آپس میں قتال کرنے کے باوجود انھیں مومنین ہی قرار دیا جانا اس بات کی صریح دلیل ہے کہ فرقہ بندی شرک یا کفر نہیں۔ ممنوع اور معصیت ضرور ہے، لیکن ہر معصیت کفر و شرک نہیں ہوتی۔

**تیسری دلیل:** سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( يكون في أمتي فرقتان فيخرج من بينهما مارقة، يلي قتلهم أولاهم بالحق. )) میری امت میں دو فرقے ہو جائیں گے پس ان کے درمیان سے دین سے نکل جانے والا (تیسرا) فرقہ نکلے گا اس (تیسرے) فرقے کو وہ لوگ قتل کریں گے جو (پہلے دونوں فرقوں میں سے) حق کے زیادہ قریب ہوں گے۔ (صحیح مسلم:۲۴۵۹)

مسعود صاحب نے لکھا ہے: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ "عنقریب ایک قوم نکلے گی جن کی نماز کے مقابلہ میں تم اپنی نماز کو حقیر سمجھو گے... وہ ایسے وقت میں نکلیں

گے جب مسلمین میں اختلاف ہوگا اور وہ دو جماعتوں میں تقسیم ہو جائیں گے ان کو مسلمین کی وہ جماعت قتل کریگی جو حق کے زیادہ قریب ہوگی' (تاریخ الاسلام ص ۷۷۰)

نیز لکھا ہے: ''ایک فرقہ حضرت علیؓ کے ساتھ تھا اور ایک حضرت معاویہؓ کے۔ حدیث کے مطابق یہ دونوں فرقے حق پر تھے... کیا یہ دینی فرقے تھے، کیا ان کے مذاہب و مسالک الگ الگ تھے، کیا ان کی فقہیں علیحدہ علیحدہ تھیں؟ اگر نہیں تو پھر اصطلاح شرع میں یہ فرقہ نہیں ہوئے۔'' (الجماعۃ القدیمہ ص ۲۳، آئینہ دار ص ۵۰۹)

اگر فرقہ بندی، فرقوں میں بٹ جانا ہی کفر و شرک ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے کفر یہ شرکیہ عمل کو کیسے حق کہہ دیا؟ (نعوذ باللہ) اگر یہ کہا جائے جیسا کہ مسعود صاحب نے کہا کہ یہ دینی فرقے نہیں تھے، ان کے مذاہب اور مسالک اور فقہیں علیحدہ نہ تھیں تو آج جو لوگ خالصتاً قرآن وسنت کو حجت سمجھتے ہیں اور اسی پر قائم ہیں تو انھیں فرقہ پرست کہہ کر کیوں شرک، کفر کا ملزم و مرتکب ٹھہرایا جاتا ہے؟ انھیں کیوں اپنے خود ساختہ اصولوں کے مطابق کافر و مشرک سمجھا جاتا ہے؟ بہرحال مسعود صاحب کے اس جواب سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی یہ بات قطعاً درست نہیں کہ فرقہ بندی، گروہ بندی کفر اور شرک ہے۔

ان کے بعض ساتھی اس استدلال کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ''وہ تو محض سیاسی فرقے تھے'' یا وہ تو محض عارضی اختلاف کی وجہ سے فرقے تھے؟ یا ''فہم کے اختلاف کی وجہ سے فرقے تھے'' تو ان سب باتوں کا جواب یہ ہے کہ کیا سیاسی، عارضی یا فہم کے سبب واقع ہونے والا شرک یا کفر ''حق'' ہوسکتا ہے؟ جو لوگ اپنے فہم کی وجہ سے شرک و کفر کی دلدل میں جا پڑے، کیا وہ حق پر ہیں؟ مختصر یہ کہ یہ حق کہنے کی جو بھی وجہ بتائیں، ساتھ ہی یہ وضاحت بھی کریں کہ اس وجہ سے شرک یا کفر حق ہو جاتا ہے۔!

**فہم سلف اور فرقہ بندی:** یہ ایک کربناک حقیقت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں ہی اس امت میں گروہ بندی آگئی تھی۔ ایک طرف دشمنانِ اسلام کی مکروہ سازشیں تھیں تو دوسری طرف فہم و مزاج کا اختلاف بھی تھا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس موقع پر اسلاف یعنی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کیا موقف تھا ؟ آیا انھوں نے بھی اہلِ اسلام پر کفر و شرک کے فتوے لگائے تھے اور ان آیات قرآنیہ کا یہی مفہوم لیا تھا۔ فہم صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق مسعود صاحب نے لکھا ہے: ''یہ تو صحیح ہے کہ قرآن و حدیث کو جس طرح اسلاف (صحابہ کرامؓ) نے سمجھا ہے ہمیں اسی طرح سمجھنا چاہیئے اور اُس کو نئے معنی نہیں پہنانے چاہئیں۔ لیکن اس کے یہ معنی تو نہیں کہ اسلاف میں سے کسی فرد کے فیصلہ کو تسلیم کرلیا جائے اور اس کے خلاف جمہور کے فیصلہ کو نظر انداز کردیا جائے۔'' (التحقیق فی جواب التقلید ص ۳۰۔۳۱)

مسعود صاحب نے یہاں تسلیم کیا کہ قرآن و حدیث کو اسی طرح سمجھنا چاہیئے جس طرح جمہور صحابہ کرام نے سمجھا۔ ایک اور مقام پر مسعود صاحب نے لکھا: ''طریقہ وہی صحیح ہے جو سلف صالحین کا تھا۔ اس میں نت نئے نظریات کی آمیزش سخت معیوب ہے۔''

(خلاصہ تلاش حق ص ۴۷)

نیز یہ بھی لکھا: ''اب آپ سمجھ لیجئے جب میں کوئی بات کہوں تو اسے یہ کہہ کر نہ ٹال دیجئے کہ یہ چودھویں صدی کے بچے کی بات ہے اور پہلی صدی (دوسری صدی) کے امام کے قول کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ میری بات کے ساتھ جمہور ائمہ دین کی ایک جماعت کا اتفاق واتحاد ہو گا۔ یہ ان کی بات ہوگی نہ کہ میری۔ جمہور سے مراد عام ائمہ دین ہیں جن میں صحابہ، تابعین عظام وغیرہم شامل ہیں۔'' (خلاصہ تلاش حق ص ۲۷)

مسعود صاحب کے ان اقوال کو سامنے رکھتے ہوئے دیکھئے! جب سیدنا علی وسیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما دو فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ اسی طرح سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کی بیعت نہیں کی بلکہ حجاز میں اپنی خلافت قائم کردی۔ (تاریخ الاسلام ص ۹۰ ۷ بحوالہ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب البيعة فی الحرب علی ان لا يفروا عن عباد بن تميم)

اور شام وغیرہا میں لوگ یزید کی بیعت کئے ہوئے تھے جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ اس طرح یہ واضح طور پر دو فرقوں میں بٹے ہوئے تھے، جو اپنے اپنے خلیفہ کے ماتحت تھے۔ یزید کی موت کے بعد مروان اہل شام کا خلیفہ بنا۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی

خلافت اُس وقت بھی حجاز پر قائم رہی۔ انھوں نے مروان کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی جیسا کہ مسعود صاحب نے بھی اس بات کا اعتراف کیا۔ (دیکھئے تاریخ الاسلام ص ۹۸۷ بحوالہ صحیح بخاری کتاب العیدین باب المشی والرکوب الی العید و کتاب الفتن باب اذا قال عند قوم شیئًا ثم خرج فقال بخلافہ)

اُس وقت بھی یہ دو گروہوں (فرقوں) میں بٹے رہے، پھر مروان کے بعد عبدالملک بن مروان خلیفہ بنا معاملہ اسی طرح رہا (حوالہ بالا) دو فرقے رہے۔ یہ سب باتیں رجسٹرڈ جماعت کے لٹریچر میں موجود ہیں۔ یہ لوگ یہ کہہ کر انکار بھی نہیں کر سکتے کہ یہ تاریخ کے جھوٹے اور من گھڑت افسانے ہیں۔

اب اس بات پر غور کرنا ہے کہ ان مواقع و حالات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ کار اور طرز عمل کیا تھا؟ ان کی للّٰہیت و بے انتہا خلوص کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ وہ ان حالات سے خوش نہیں تھے۔ اصلاحِ احوال کی کوششیں بھی یقیناً کی ہوں گی، لیکن کیا انھوں نے ان آیات کا وہی مفہوم سمجھا جو آج رجسٹرڈ جماعت پیش کر رہی ہے؟ کیا انھوں نے ان آیات سے یہ نتائج نکال کر اپنے مسلم بھائیوں پر صرف فرقہ بندی اور گروہ بندی کا شکار ہو جانے کی بنا پر کفر و شرک کے فتوے لگائے؟ اور ان الزامات کی وجہ سے ان کے ساتھ نکاح وغیرہ کے تعلقات منقطع کئے، کیا ان کی نماز جنازہ پڑھنے اور دعائے مغفرت سے انکار کیا؟ اور وہ تمام حقوق تسلیم کرنے سے انکار کیا جو اسلام نے ایک مسلم کو دیئے ہیں؟ اگر ہاں تو پھر ثبوت پیش کیجئے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو رجسٹرڈ جماعت نے کیوں ان کے برعکس رویہ اختیار کیا ہوا ہے؟ جبکہ ان کی جماعت کے بانی مسعود صاحب کا دعویٰ یہ رہا کہ ''جب میں کوئی بات کہوں...تو میری بات کے ساتھ جمہور صحابہ اور تابعین عظام وغیرہم کا اتفاق و اتحاد ہوگا۔''

کیا رجسٹرڈ جماعت کے لوگ فرقہ بندی سے متعلق اپنی کہی ہوئی باتوں کے بارے میں اپنے ساتھ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین عظام کا اتحاد و اتفاق ثابت کر سکتے ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں، جمہور تو درکنار وہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کی بات بھی پیش نہیں کر سکتے

تو کیا وہ اپنے اس نظریہ سے رجوع کرنے کو تیار ہیں؟ اور کیا اپنے بانی امیر صاحب کی بات اور دعویٰ کو ''درست'' ثابت کرنے کے لئے ان کے دعویٰ کے مطابق جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کے اقوال پیش کر سکتے ہیں؟ اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو واضح ہو گا کہ اپنے متعلق مسعود صاحب کا یہ دعویٰ درست نہ تھا، نیز یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ اس سلسلے میں ان کا خود ساختہ مؤقف بھی درست نہیں، چونکہ وہ یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ ''طریقہ وہی صحیح ہے جو سلف صالحین کا تھا۔ اس میں نت نئے نظریات کی آمیزش سخت معیوب ہے۔''

امید ہے اور رب العالمین کے حضور دعا بھی ہے کہ رجسٹرڈ جماعت کے لوگ اپنے ''نت نئے نظریات'' سے علانیہ رجوع کر لیں کہ یہ ''سخت معیوب طرز عمل ہے'' واللہ الموفق للصواب.